

اصول محدثین کا نقاشی ہے کہ فقہاء و مفسرین کے فہم و فقہ اس کو قرآن اور حدیث  
کے تابع رکھا جائے، اس کے پس قرآن اور حدیث کے نفعیں کو سہر حال میں فقہاء  
و مفسرین کے فہم و فقہ اس کے تابع قرار دیا۔ صرف یہ اصولی ہے بلکہ دینی میں بھائے خود  
اک فتنہ اور گمراہا ہے اس قسم کا کوئی دعویٰ کسی بھل مفسر یا فقہہ نے نہیں کیا کہ میرے  
قول یا مارٹن کو سہر حالت میں حرف آخر ان لو بکہ یہ کہا ہے کہ صحیح حدیث مل جانے کا کوئی  
صورت میں میرے قول کو دیوار پر مسے مدد و رہ۔

عمر بن اس اعتبار سے معزز من کا یہ اقتضائی بیان نہ صرف ایک انتہا اور بہت ان  
ظہیم ہے بلکہ کوتاک، نہیں کا بھلا لیک شہوت ہے۔ جسے حقائق سے و دگر دلائل اور دلائل  
سے گریز و قرآن کے علاوہ اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ اگر مذکورہ مالا انتہا میں رقم سطور  
بھی شامل ہے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہا ہے کہ اولاً میں نے اپنے کتاب پیش  
سے مطلقاً ملویت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ بلکہ صرف امام کا اس نے کا قول ہمیشہ کرنے پر متفقاً  
کیا تھا۔ اور پھر قرآن اور حدیث کے دلائل و برائیوں سے بھل بحث کی تھی۔ مگر دلخت کا  
سبھا نہیں لیا تھا۔ مگر اب ہمیشہ نظر کتاب میں اس بحث کو پوری طرح دلائل کر دیا گیا  
ہے تاکہ مسیں کو مرنا ہو وہ دلیل دیکھ کر مر جائے۔ اور مسیں کو زندگی دہنا ہو وہ دلیل دیکھ  
کر زندگ رہے۔ (قرآن) اس اعتبار سے جو بات قرآن اور حدیث کے دلائل سے دل  
ہو اُسے گراہ و ہی شخص قرار دے سکتا ہے جسدا کے ذہن میں یا تو فتو و فساد ہو یا پھر وہ  
مکاہرہ سے کام لیا جا بہت ہو۔ (مکاہرہ کا مطلب یہ کوئی شخص اپنی کم ملکی کوچھا نے کئے ہے اپنے  
کوپ کو خواہ بڑا ثابت کرنے کی کوشش کرے)۔ معزز من نے تحقیق نساطی دور گرم تفتہ دی  
کے سبھا رسے جو مشیش محل، تیار کیا ہے وہ ایک ضرب کی بھی نہ بت نہیں لاسکتا۔  
خانپور مشہور ہے۔ خانہ مشیش را سننے بسن است۔

### یکاں کے مفسرین نے سب کچھ بیان کر دیا ہے؟

اگر گراہی نی الواقع اسم نہ نام ہے تو یہا قرآن اور حدیث کے واضح مفہوم رصریح بیانات)

بڑو بھر کر اگر بھی تہیل ہے، پھر کیا تیامت نکھشیں ائمہ نے والے نام مسائل (ورتات) میں  
حقائق بھی مفسر بن حنفی کے فقہارے بیان کر دئے ہیں؟ تو کہا اب قرآن اور حدیث  
میں تو راجنیت کے چیزیں پچھا بھی مباقی سیئیں رہا، اس فرمودہ مظہری کی بحث کی دلیل کیا ہے؟  
کہ کوئی فقہارے با مقول قرآن سے ثابت ہے؟ یا حدیث سے ثابت ہے؟ یا خود فقہارے کوئا کے  
سلام یا مذکور کے اصولوں سے ثابت ہے؟ کیا کسی فقہارے نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ ہر دوسرے اور  
بڑھاتے ہیں تم میرے قول کو قرآن اور حدیث پر مقدم رکھو؟ حالانکہ خود امام ابوحنینؓ اور امام  
شافعیؓ بیسے ملکیت فقہارے نے صاف صاف تقریب کی ہے کہ قرآن اور حدیث کے  
خلاف ان کا قول مرفود لکھ دیکھا جائے۔ ۹۷

ہاں البته قرآنی اس صورت میں ہو سکتے ہے کہ بغیر دلیل واستدلال کے کوئی شخص  
من واقعی طور پر اپنی طرف سے کوئی مفہوم گھوڑے۔ مگر قدیم مفتخر مکیا یا فقہارے سے بھروسہ اخلاق  
کو قرآنی تاریخی تھے خود قرآنی ہے، جو قرآن، حدیث اور خود فقہ کے خلاف ایک انتہا پسند  
خطرہ ہے۔ اور اس کاتاں کل کوئی کوئی محتی مسم کا ملا جائے ہو سکتا ہے۔ جو لوگوں کو خواہ محسوس  
مرحوب کیجئے ذہن انسٹریکٹر برپا کرنا چاہتا ہو، یا مفسرین اور فقہارے کے "تفہیم" کی دہائی  
دے کر لوگوں کو فریق مخالفت کی مخالفت پر اکسانا جاہت ہو۔ مگر اس مسم کے گھنادنے  
پتھرکنہ سے سنجیئی طقوں میں پار نہیں پاس کئے۔ یہ بڑا، وچھا طریقہ ہے کہ لوگ محض اپنی  
"بھروسہ اخلاق" کے خلاف پڑھنے والی جزوں پر بلا وہ لور خدا کا خوف کئے بغیر قرآنی کا  
ازدھم عائد کر دیں، اگر پوچھ دو اصولی طور پر کتنی ہی سمع کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تو صاف صاف  
فرماتا ہے کہ جب کسی مسمیت میں اخلاق اپنیا ہو جائے تو سب سے پہلے کلام خدا اور کلام  
رسولؐ کی طرف توجہ کی جائے، خواہ وہ مسئلہ کسی بھی دوسری میں پیش آئے، قرآن اور حدیث بہر حال  
میں انتہا مطہر اور تو اسی میں فیصلہ کوئی حیثیت رکھنے والے ہوں گے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔  
یا تَعَالَى الَّذِينَ أَتَكُونُ أَطْيَبُهُمُ اللَّهُ أَطْيَبُهُمُ الرَّسُولُ وَأَدُولُ الْأَمْمُ مِنْكُمْ

فَإِنْ شَاءَتْ لَذَّةُ عَشْرِيْمَ فِيْنِ شَيْئٍ فَرُوْدٌ وَدَهْ اِلٰى اللّٰهِ وَالرَّبِّ مُسْلِمٌ اِنْ كَتَبْتُمْ تَعْشِيْمَ  
بَاشْتُوْدَالْعَيْمِ الْاَخْيَرِ طَذَالِكَ حَيْزِرَادَوْ اَخْشَنَ تَاوِنِيْلَهْ اَهْ  
اسے ایمان و ایلو، اصلہ نورا اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جو تمہارے  
صاحب معاملہ ہوں، پھر انہم کسی مسئلے میں جھگڑا بیٹھو تو اسے اٹھا دو اس کے رسول کی  
مرفت لوٹاؤ، اگر تم اٹھا اور یوم آنحضرت پر رکھتے ہو۔ جبکہ بات اپنی احمدانگام کے لیے ادا  
سے بہتر ہے۔ (رسانہ: ۵۹)

دیکھئے اس آیت کریمہ سے دو ایم ترین اور بنیادی نکتے یہ ثابت ہوتے ہیں۔  
لما عالم حالات میں اٹھا اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ قدار و محظیم  
و صاحب معاملہ لوگوں کی بھل اطاعت کرنی چاہئے۔

وہی مگر جب کسی مسئلے میں احتلاف نہ ہونا ہو جائے تو پھر صرف فرقہ اور حدیث  
ہو کو حاکم اور نجی بہانا چاہئے۔ لہذا احتلاف کی صورت میں خصوصی صرف کلام خدا اور کلام  
رسول ہی کی روشنی ہونا چاہئے۔ کیونکہ اٹھا اور اس کے رسول کی اطاعت مطقاً اور بلاشبہ  
ہے۔ جبکہ صاحب معاملہ لوگوں کی اطاعت مشرودا طور پر ہے، اس اختیار سے احتلاف  
پیدا ہو جانے کی صورت میں علماء و فقہبہ اور مفسرین کے مجرد احوال و آراء مبکوت بل  
محبت فرار سہیں دیا جا سکتا، اگرچہ علماء و فقہاء انکی آزار کی وجہت مژدور ہے، مگر ان  
کی صیانت تابوی درجے کی ہے۔ اصل اور بنیادی نہیں۔ کیونکہ اٹھا اور اس کے رسول کا  
کلام تیامت تک پہیں آنے والے تمام مسائل کا احاطہ کئے ہو جائے ہے۔ جب کہ فقہاء مفسرین  
صرف اپنے دور کے احوال دکوالف ہی سے بحث کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا علم اور ان کی معلومات  
مدد دہوئی ہیں لفڑی مگر اس سے فقہاء کے کرام یا مفسرین کی مشان کھٹ بھیں جاتی، اور ان  
کے فہم و فتیا اس پر کوئی حرف نہیں آتا۔ خود یعنی حدیثوں سے بھل اس اصول کی تائید

گئی۔ اور یہ انسانی علم کا خاص ہے کہ وہ مستقبل میں سہیں آنے والے مسائل کا احاطہ نہیں کر سکے  
یہ شرعاً مسائل میں اور دلطبی امور میں۔

ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تھوڑی بحث دیکھئے  
اقرئیں گے لئے تَهْذِيْلَ مَا سَكَّمْتُ هُنَّا، کَتَّابِ الْحُجَّةِ وَسُسْتَهُ نَبِيِّهِ ۝  
یعنی تم میں دو ہی زین گھوڑی ہیں۔ جب تک تم انہیں خلائے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے،  
اپنے کنپ اھٹا اور دوسروے اس کے بھی کی سستت یہ

دیکھئے اس حدیث میں تاکہید صرف قرآن اور حدیث کو مفہومی کے ساتھ نہ لے  
رہتے کہ ہے۔ یعنی اختلاف کی صورت میں انہی دو ماذدوں کی صرف رجوع کیا جائے اور  
انہی علماء و فقہار کے فہم پر مقدم رکھا جائے۔ ورنہ سرسرشہ حیات ہمارے ہاتھ سے  
ٹکل جائے گا۔

غرض قرآن اور حدیث کے اس بنیادی اصول کی رو دسے کوئی بھی مفسر پا نہیں  
سب سے پہلے قرآن اور حدیث کے نفوضی واضح بیانات ہیں کوہیں نظر لے گا۔ پھر  
لغت اور اس کی معنی دلالت کی رو سے ان نفوضی کا معنیوم منتین کرے گا۔ پھر اس کے  
بعد علماء و مفسرین کے اقوال یا کسی دوسری چیز کی طرف نوجہ کرے گا۔ یہ قرآن فہمی کا صحیح  
اور بنیادی اصول ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ لغت اور اس کے معنیوم سے اور قرآن و حدیث  
کے نفوضی سے قطع نظر کر کے کوئی شخص سب سے پہلے علماء اور قدیم مفسرین کے اقوال کو  
دیکھے اور بہران کی روشنی میں ہر ہور اور ہر دلخیں اس تعبیر کو صحیح قرار دیں گے، خواہ  
دین و ایمان اور تمدن و معاشرت کے تقاضے پر کھو ہیا کبھو نہ ہوں، اس قسم کی غلط احادیث  
منطق کو معتزل میسا کوئی کو درجی قسم کا ملا ہے۔ صحیح قرار دے سکتا ہے، جو سوانی کفر یا  
گراہی کے فتویٰ صادر کرنے کے اور کچھ بخوبی جانت ہو، لیس جو بات بھی اس کے مزاج کے  
خلاف معلوم ہوتی رکھیت سے فتویٰ دے دیا، گویا کہ فتوؤں کا «لنس» ہمیشہ اس کی جیب میں  
پہنچا رہتا ہے۔ اور کوچھ بخوبی اسلام کے مہم حقوق اس کے نام محفوظ رہتے ہیں کوہی انہیں  
بس طبع چاہے استعمال کرے، یہ ہے موجودہ دور میں اسلام کے کلیکیڈروں کی ذہنیت۔

کا حاصل جو بڑا ہی صہیت کی پہنچ۔ بد

انوکھی وسخ ہے سادے زندگی سے نرالے ہیں

یہ عاشق کو نئی بھتی کے یار پر رہنے والے۔ میں

## کیا فقیہ کے احناف گمراہ ہیں؟

جب کو عرض کیا گیا نصوصِ در قرآن اور حدیث کے وامخ بیانات سے کوئی مفہوم ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے نصوص کے انفاظ اور ان کی منطقی دلالت سے بحث کی جاتی ہے، اور جو مفہوم ان کے اشارات و مفہمات بلکہ ان کی دلالت و انتظام اسک سے ثابت ہوتا ہے اس سے بھی استدلال کیا جاتا ہے ملکہ چنانچہ اس اصول کے مقابلے قرآن کے کسی بھی لفظ کا مفہوم متعین کرنے کے سے اس لفظ کے لغوی مفہوم کو منطقی طور پر چار فریضوں سے ثابت کیا جاتا ہے، جن کو اصول لفظ کی اصطلاح میں عبارت السق، اشارۃ النص، دلالۃ النص و انتظام، الشفق کہا جاتا ہے۔ اس طرح ہر لفظ کا جو لغوی مفہوم ہوتا ہے وہ گوپا کہ ہر طرح سے ثابت کیا جاتا ہے۔ اور اس انتظام ایضاً انفاظ و کلمات کے لغوی مفہوم گو کوئی بھی فقیہ یا مفسر یا محقق نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اور بھر اسی قسم کے استدلال میں فقہائے احناف، ہم زیادہ پیش میش دکھائی دیتے ہیں۔ عرض دستکم کی یہ کلام اور اس کے مفہما و مقصود کو سمجھنے کا یہ ایک سچع اور منطقی طریقہ ہے۔ مگر معتبر من لے اس طریقہ کار کو موجودہ دور کا ایک نئی اور مستتر قیمت کی، یہی دکردہ ایک بذعبدت قرار دے گئے صرف اتنا سر پیدا کیا ہے، بلکہ اپنے بجهل مرکب کا بھی ثبوت دیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک آئین قرآنی ملاحظہ ہو۔

لله ۝۔ چنانچہ اس موضوع پر تفصیلی مطالعہ کے لئے ہمول فہمی کوئی بھی کتاب مثلہ اصول مزدودی رہیں ॥

مطبوع، کراچی، یا صور سرنسی روا، ۱۳۱۳ مطبوعہ دولا لفظ کریمہوت یا لوز الالیو ایڈیشن ۱۴۶۱ -

۱۵۲ مطبوعہ کا پور، یا اصول ارشادی وغیرہ دیگر حاصل کیجئے۔

فَإِنْ كُلَّتِ الْعِصْمَانِ فَلَا تَقْبَلُهُ مِنْ بَعْدِهِ حَتَّىٰ تَسْكِمَهُ ذَوْ جَبَّاعَتِيْرَهُ -

پھر اگر دشمن بیوی کو تیسری بار مطلاع دینے تو وہ عورت اسے لے آئیں وہ تما

مکالہ نہ ہو گی جب تک کہ کسی دوسرے شخص سے نکامہ نہ کرے۔ (لبقہ، ۳۲)

اس آیت سے فقہاء احاف نے ایک منہجی مسئلہ کا استنباط باطل کیا۔

انداز میں کہا ہے جسے معترض گراہ فرقوں کا ایک معرف رحمان کہتے ہیں۔ اور اسے موجودہ دور کی معززی عقلیت کی پروان چڑھائی ہوئی تحریک قرار دیتے ہیں چنانچہ مسئلہ محدثین مذکور ہے کہ کوئی عورت بغیر ولی درست پست کے اپنا نکاح خود  
ہنسیں کر سکتی۔ اور انہے اس بعد میں سواتے ۱۴۸ ابو حییہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کا عمل اسی پر ہے۔ گراہافات نے ان حدیثوں سے صرف تنظیر کرنے ہوئے بعض بعض "تسکیم" کی نفعی بنیاد پر اتنا بڑا مسئلہ لالہ کر دیا ہے، کہ کوئی بھی عاقل و بالغ عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے اور اس کے لئے ول کی مزورت ہنسی ہے۔ ریکوونڈ اس لفظ کی صراحت کے مطابق گویا کہ قرآن نے نکاح کرنے کا اختیار عورت کو دیا ہے یا حاصل نہ کیا یہ بات نہ صرف حدیثوں کے خلاف ہے بلکہ خود قرآن کی بعض دیگر تصریحات (مشائیل نور: ۲۲) کے بھی خلاف ہے مثلاً اور امام ابن حمام<sup>۱</sup> کی تفسیر کے مطابق اس سلسلے میں انہمہ احافات کے سات اقوال مذکور ہیں مثلاً جو تناقضات سے بھر پور ہیں۔

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اس "بد علت" یا "گراہی" کا آغاز تیر ہو یہ اور پس وہ ھو یہ صدقی یا بھری یہی نہیں بلکہ دوسری اور تیسری صدقی بھری میں منظر آتا ہے۔ اور اس "مسدر بحاجان" کی سر پرستی کرنے والے خود فقہاء احافات قرار ہانتے ہیں، تو اس معرف رحمان کے باعث ان پر منکر یہ حدیث، یا ان کے گراہ ہونے کا فتویٰ صادر

مثلاً:- تفصیل یہ کے لئے دیکھو، "فقہ المتن"، از سید سابق ۲۵۰/۲، ۱۲۹، مطبوعہ دارالعلوم للعربی

بیروت ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء۔ نیز تلخیر قرطبی ۳/۱۵۸، ۱۵۹ -

مثلاً:- دیکھو ہذا، احمد کی شرح فتح القدير: ۱۵۷/۳، مطبوعہ پاکستان

کیا جاسکتا ہے؟ دیکھئے ہو یعنی دلخواہ جو ایک بھی نسخہ کی ہے۔ اور فتح صنی میں اس نسخہ کی بہت بیساکھی میں۔ نواب سوال یہ ہے کہ کیا معزز حنفی یا ہنفی الزام فقہہ احناف پر بھی لگاتے ہے ؟ تیار ہیں ؟ ما وہ اس کی جو اتنے بھی کو سکھے ہیں ؟ انہیں کو سکھے ہو، تو ہم نہیں کو سکھائیں دو روز دو روز اس کے کسی مدرسے کی سند تدریسی پر فائز نہیں رہ سکتے۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ یعنی دو گلوشنی مدرسے پر درود نہیں جایں گے، تو ہم اس نسخہ کیا، الزام دو روز دو روز، مذکون کیا ایک لفڑا اور بھر کت نہیں ہے؟

دیکھا جائے کہ سبیل اللہ عزیز کے مسئلے میں بحد نعمت کا سہارا اپنے والے پہلے شعبان ۱۴۰۰ھ میں اس فیصلہ کیا۔ پہلے نواب صدیق حسن خاں پا سید رشید رضا، ہذا معزز حنفی ۱۴۰۰ھ کا سلفی اور ان کی خانہ بعثت کرنے والے علماء کو گھوٹکیں دیا، کیا محقق اسی بیان کو وہ ایسا کر کے سمجھے کی کہ سکھی تدریسی پر برقراہ نہیں رہ سکتے تھے؟ تباقون و تضاد کی وجہ ہو گئی۔ یہ ہے موجودہ دور کے ایک عالم کا موبوی کاذب ہی افلام سے اور اس کی دعائی۔ دلخواہ یہ ہے کہ اس پورے مسلمانوں میں معزز حنفی مخالف ہے۔ آزادیوں کا بھرپور مظاہر، کیا ہے جو کسی مدارسی کا کھیل تماشہ معلوم ہوتا ہے

بتول، قبال س

محب و اعظ کی دینداری ہے یارب ۔ عداوت ہے اسے سائے جہاں سے

## اللّٰہ نتیں گلے پڑ گئیں

اس موقع پر ایک دوسری محترم بھی ملاحظہ ہو۔ معزز حنفی کو "جہور" علمائے امت کا بڑا پاسوں و لاماؤں معلوم ہوتا ہے اور وہ اسے فریقِ مخالفت کے خلاف ایک ہتھیڑا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ بیساکھی میں ہنہوں نے زیرِ بحث رفی سبیل اللہ عزیز کے مسئلے میں بھی اختیار کیا ہے۔ تو کہا وہ پیسی مسلک، بغیر ولی کے نکاح، والے مسئلے میں بھی اختیار کرنے کے لئے تیار ہیں؟ دیکھئے بہار پر احناف کا منکر نہ صرف جہور فقہہ کے خلاف ہے بلکہ خود انہر احناف ہیں کہیں نہ تباقون و تضاد پایا جاتا ہے تو کیا یہ بات

معز من کے خلاف ایک بحث نہیں ہے؟ تھوڑی کتاب دفاتر کے اختلاف کے اسلام کے مسئلے ہونے کا اعلان کر کے اپنے حق اپنے کا ثبوت دیتے ہیں مگر کیا وہ اس قسم کے مسئلے حق کی اخلاقی جگات اپنے مذکور رکھتے ہیں؟ تجھے بھی ہے کہ وہ اس ہجرت نہیں تو سکتے تھوڑے ایسا کرنے کے بعد میں سے کمی چار دیواری اس کے نامہ پر ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مسلمانوں بازی کرنے کے قتوں کیا ایسا نہیں کرتے۔ مگر کون وہ بازی سے احمد تھیتی ہے اور چیز۔ مگر عمر عبیدیہ کے ایسے مولوی کی تہذیب ہوئی ہے کہ حق بات ہو دلنشیز کے لئے لھاسی اور من غیرہ بازی کو زیادیت ہے بروزہ بروزہ اسلام کے سنتوں سے کوئی دریغہ نہ کی جاتے۔ ہمارا اس نے اتنا بخوبی کہور نہ ہو ہے۔ تو یا کہ ایسے لوگ علم کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں کہ جلد حیرت ہی۔ اس سے ہر ہماری اپنی گفت و مصبوغہ سے مضبوط تر رکھنے کی نکوشش کی جاوے۔

آج کل کے بعض مولوی حضرات کے مزدیک سے نہ رہ۔ ہمسست کا ایسی رہ یہا ہے کہ جو کوئی ان کی "خواہشیات" ہا ان کے ذالِ اُن فنا نہیں۔ یا مدد و مدد کشاں کرنے کو وہ فوراً اس سیرہ کذرا کا۔ سہر، اگر ہم، کافتوں میں۔ اس کی وجہ میں گئے۔ کبھی تو وہ اتنے منگ نظر ہوتے ہیں کہ مدد بازی میں ہم اُنہوں نہیں وہ غنونی بازی کی کہ مدد کے کفر فرعی مخالف پر بے حق ایسے پایہ پڑتے ہیں۔ اس قسم کے دافتقات کو دیکھ کر ملکیتی دینہیت۔ کیا اتنا ہر مودا تی سہی، حسی، ہزاروں لاکھوں بندگا ہے۔ خدا پر کھتر کا، لوز ایم ٹارکی کے ایکیں ناچل یا نوچل ٹنڈہ بیٹلا دیا یا سوئی پر پڑتے ہمادیا۔ دراسی دی وجہ تھا اپنے ذاتی مختار، خود اپنے تحریک اور شہزادہ فریضیت۔ خدا، یہی ہی اُن فتوں پر حملہ فیالا کا ہے خیریت پر ختم یاد کیا ہے۔

حریم تیرا خودی صدیق کی سعادت اللہ دوبارہ نہ تھا۔ دوبارہ نہ تھا۔ میر کا دریار لات و ممات میں کسی بھی مسنبے میں اصل چیز دسیل و استبدال اور س کی قوت دیکھی جاتی ہے پھر اس کے بعد جمہور کے مسلک پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ یہ ہمیں کہ دلائل اسے صرف نظر کر کے سب سے پہلے جمہور کے مسلک کا تجھست مان لیا جائے۔ ہو، دا۔ مسلک کتنا ہاں

کھو دیکھوں۔ جو، جیسا کہ وہ پہلے صفات کے مطابق "مُنْوَفَةٌ" اور "مُنْكَرٌ" (دلاویں ۴۰) کے ادارے میں مجہور کا سلک نہایت درجہ کردار اور بودا ہے جو اس سلک کے منسوبہ ہونے کے تالیں ہیں۔ لہذا اگر راقم سطور نے اپنے کشو کتاب میں مجہور کا سلک کو قابلِ محبت (مُنْلَفَةً) قرار دیا ہے تو وہاں پر مذکورہ مالا تقریبات کا عناد کر لیا جائے۔ مگر

## فتاویٰ تلمیزیریہ اور عربی مدارس

یہاں کہ پہلے صفات بین تصریح فی جا چکی ہے معتبر علی نے اس موقع پر گراہی کا ہو فتویٰ، درکیا ہے وہ ان تمام متاخر فقہیں اور مفہومیں پر بھی عائد ہوتا ہے جنہوں نے کمیل اللہ عاصم میں وسعت پھوڑا کرنے کو درست قرار دیا ہے۔ اس مفہومی کے اقلیں فتاویٰ اعلیاء امام کاس ای "حنفی" (رمذانی ۸۵ھ) میں اور ان کی روئے کو علامہ ابن حیثم "حنفی" (رمذانی ۱۳۵۲ھ) میں اور شاہ بن حابد بن شیعہ میں "حنفی" (رمذانی ۱۳۶۹ھ) میں اور شفیعی شاہ بن شہاب الدین (رمذانی ۱۳۷۰ھ) اور مفتی محمد شفیع "دیزیر" نے درست اور معتبر قرار دیے۔ یہاں کہ اس پر تفصیلی بحث اگلے صفات میں آرہی ہے؛ یہ ماصب فتاویٰ تلمیزیریہ میں دو فتنے فیہیں اور فتنہ "دیزیر" (رمذانی ۱۳۹۶ھ) نے فی سیل الشر کا معدناً ق طالی ٹلوں اور اس اعلیاء اس کے طلبہ صدیوں سے، مارے کی روئی، جو کوارہ ہے میں دو اسی تلمیزیریہ تعمیم کی برکت ہے جو صائب فتاویٰ تلمیزیریہ کا مصدقہ ہے۔ اب اگر کسی سیل الشر کی تعمیم دیجئیں اس کی غمہ بستی یا اس کے مفہوم میں وسعت پیدا کرنا ضروری ہے۔

مکمل ہے دو فتح رہے راقم سطور نے اپنی ایک کتاب "اسلامی شریعت، علم اور عقل کی میزان" میں "میں بحق مسائل میں مجہور کے سلک کو قابلِ محبت قرار دیا تھا تو معتبر علی نے پیغام فرمایا تھا کہ میری اس عبارت کو میرے ہی خلاف بلکہ ایک تھیہ اور استعمال کرنے کو گرویا اور اسی ایک ایجاد ہے اس کا فتح اور اس کا مقصود ہے۔"

دگر ایک بے شکوہ کام مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ بالذات حکماء و مفہومتکن گمراہ اور صاف و مفصل  
بینہ۔ اور اس کا دوسرہ لازمی و متفقی نتیجہ یہ ہوا کہ اس طرفی سرسریں یعنی عالمی اذال دیا جائتے  
تاہم ہے کہ یہ ذات گلام الہی میں تحریر اور ضریح گلوگاہی ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ  
ہو کہ کوئی طرفی ملکوں کے قائم سربراہ صنایع و مراہی ہے۔ بنتہ نہ ہے۔ کیونکہ وہ گلام الہی  
کے مشا و مدداق کے خلاف عمل نہ کر رہے ہیں۔

### پھر دروازے سے داخلہ :-

مگر اس سلسلے میں سب یہ روایی معتبر نہ کہ مخفیت نہ بورستہ۔ اس کا کہتا ہے ہے  
کہ معترض ٹھوار احمدت کے حسین مسئلہ۔ ”کبھی بور کا سلک؟“ ہے نہیں۔ بلکہ افت کا داعی مانگی  
موقوفہ کی وجہ نگاتے ہوئے اس سے ایک اپنے بڑا بہت! بھی گروہی اور اخلاقی ترقار دے  
رہے تھے۔ بعد میں چیل کرنا اس موقوفت ہے۔ صرف یہ کہ صاف صاف، بھروسے گئے ہوئے پھر  
”پھر دروازوں“ کے ذریعہ طالب بیٹھوں کو کمی، ایک سنبھول اور بیکاری، زندگی۔ روزیا۔ واقعہ یہ  
ہے کہ اس دوسرے معیار اور زبردست دھانشی کی سیڑیاں منی سٹولی سہیں۔ اس کی  
تفصیل آگے آرہی ہے۔

اس اعتبار سے یہ پورا مضمون کو اعلیٰ علمی و تحقیقی تحریکت کا نہیں۔ بلکہ سرسر ایک  
ٹوڈ غرض اذہنیت کا علمبردار نظر آتی ہے اور اس پر ہے۔ اس بنت کہ ”ماں“ کو اس عالم اسٹے غیر معلوم  
موقوفہ اور اس ساق رہ پڑت اذہنیت کا۔ تھا بڑے بھلے۔ بس کھا۔۔۔ واقعہ یہ کہ  
جس مصلحت و گرامی کا الرؤام دہ دوسروں پر بادھ جائے اور اس حق در جمود اور ایک میں ایک کا  
مدعاوٹ کی عزم سے) عائد کر رہے ہیں۔ وہ خود انہیں پر پلٹت، کہ آئے ہا۔۔۔ وہ۔ اور اس  
اعتنیا سے یہ پوری تحریر علمی دنیا کے سلیو ایک سہوت آہوند چیز ہے۔ اس نے یہاں بھروسے مولوی  
صاحب اس قدر گھٹیا اذہنیت اور پستی پر تھی؛ ملز سکتے ہیں؟  
ہمیں تفاوت رہا انجما۔ سرتبا۔ تابہ کے۔ ا

### مخالفت کا مقصد وحید :-

کیا فقہت احتجاج کی معرفت کی تھیں سنو  
لاؤ کی دفعے سارے ائمہ سے نہیں کیا تھی دلالت  
یہ عائشہ کو شیخوں کے پاس رہنے لے چکیا تھا۔

## کیا فقہت احتجاج گمراہ ہے؟

جیسا کہ وہ خوب کیا گیا نصوص رقرآن اور حدیث کے دلائیں بیانات یہ سے کوئی مفہوم ثابت کرنے کے لئے سب سے سہلے نصوص کے الفاظ اور لکھ کی منطقی دلالت ہے بہت کی جاتی ہے، اور جو مفہوم ان کے اشارات و کتابات بلکہ ان کی دلالت انتضاب سکے سے ثابت ہوتا ہے اس سے بھی استدلال کیا جاتا ہے ملکے چنانچہ اس اصول کے مطابق قرآن کے کسی بھی لفظ کا مفہوم متعین کرنے کے لئے اس لفظ کی لغوی مفہوم کو مفہوم طور پر چار طریقوں سے ثابت کیا جاتی ہے، جن کو اصول فقہ کی اصطلاح میں عبارت السن، اشارۃ السن، دلالۃ السن اور انتضاب المعن کہا جاتا ہے۔ اس طریقے پر لفظ کا جو لغوی مفہوم ہوتا ہے وہ کوئی کہ ہر طریقے سے ثابت کیا جاتا ہے، اور اسی انتضاب اکافاظ و کلمات کے لغوی مفہوم کو کوئی بھی فقیہ یا مفسر یا محقق نظر نہ ادا نہیں کر سکتا۔ اور بھروسی قسم کے استدلال میں فقہاً تھا حافظہ زیادہ پیش پیش دکھانی دستیتی ہے۔ عزیز من، متكلم کی کلام توبہ ایک کے منما و مقصود کو سمجھنے کا یہ ایک سچے اور منطقی طریقہ ہے۔ مگر معتبر منے لے اس طریقہ کا کوئی محدودہ دور کا ایک مقنع ایسے مستشرقین کی ایسی دگر دو ایک بندعت قرار دیے گئے صرف اتنا اس پیدا کیا ہے، بلکہ اپنے بجهل مرکب کا بھی ثبوت دیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک آیت قرآن ملاحظہ ہو۔

”۱۰۷: چنانچہ اس موضوع پر تفصیلی مطالعہ کے لئے اہل فقہ کی کوئی بھی کتاب مثلہ محدث بندرود کی دعویٰ مطبوعہ کراچی، یا اصول مشریقی در ۱۳۶۷م مطبوعہ دارالفنون کیریوستن، بالوزار الاماراتیہ ۱۴۰۶-۱۴۰۷ م مطبوعہ کاپوری، یا اصول ارشادی و حیریہ دیجیٹل حاصل کیے ہے۔“

نیز مذکور ہے اس کا مطلب یہ ہے میں بھائی خلیفہ رؤوف حبیب عنیز کو۔

اور شوہر یوں کہا تھا (وہ) بلاق دینے تو وہ حضرت اس کے لئے اُس دن تھا۔  
اُس دن ہو گیا ہب تھا۔ کسی دوسرے شخص سے تکاہ نہ کرے۔ (تقریبہ، ۲۲)  
اس آیت سے فقہاء احاف نے ایک منہج مسئلہ کا استنباط بالکل اسی

یاد میں چھا ہے ہے معرفتی گراہ فرنوں کا ایک معرفت رسمی کی کہتے ہیں۔ اور اسے  
وجودہ دوڑ کی مزیدی تحقیقت کی پہلوان چڑھاتی ہے تو تحریک فرار دیتے ہیں چنانچہ  
حدود حدیثوں میں موقوفہ اذ کور ہے کہ کوئی عورت بغیر ولی در پرست (کے اپنا نکاح خود  
لیں کر سکتی، اور انہر اربوہ میں سوانح امام ابو حیانہ دار کے میں کامل اسی پر ہے۔ گراہاف  
خدا ان حدیثوں سے صرف نظر کرنے ہوئے محسن لعنة "تستکیم" کی طوری بنا دیجہ اتنا بڑا  
ستد لال کر دیا ہے، کہ کوئی بھی عاشر دبائیں عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے اور  
س کے لئے ولی کی مزوفت نہیں ہے: رکیونکہ اس لفظ کی مراد کے مطابق گویا کو  
رکان نے نکاح کرنے کا اختیار عورت کو دیا ہے یا اس لائق کی یہ بات نہ صرف حدیثوں  
کے خلاف ہے بلکہ خود قرآن کی بعض دیگر تصریحات رمشلاً نور: ۲۲ کے بھی خلاف  
ہے یہ اور امام ابن حیامؓ کی تفسیر کے مطابق اس سلسلے میں انہر احاف کے سات  
اقوال مذکور ہیں ۱۷ جو تن افتہات ہے بھرپور ہیں۔

اس اعتبر سے دیکھا جاتے تو اس بدعت یا "گراہی" کا آغاز تیر ہویں اور  
چودھویں صد کا ہجری میں پہنیں بلکہ دوسری اور تیسرا صد کی ہجری میں نظر آتا ہے۔ اور  
اس "مسدر بجان" کی سر پرستی کرنے والے خود فقہاء احاف قرار آتے ہیں، تو  
اسی معرفت و جہان کے باعث، ان پر، منکر یعنی حدیث، یا ان کے گمراہ ہونے کا فتویٰ صادر

۱۷: "تفصیلیہ کے لئے دیکھو، "فقہ المتن" از سید سابق ۲۲۵/۲، ۱۲۹، مطبوعہ فارا لکتابہ عربی

بیروت ۱۹۹۶ء/۲۲۶۔ میز تفسیر قرطبی ۳/۲۸، ۱۵۹۔

۱۸: دیکھو ہلہ یہ اعداؤں کی شرح فتح القیری: ۳/۱۵۶ مطبوعہ پاکستان

کیا مل سکتا ہے اور یہ کیسے دعویٰ کر دیا جائے کہ حکم کی صورت میں اور اسکے مطابق اس کی  
حکم کی بیانی میں مل سکتی ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ کیا معرفت میں امن اور خلاف  
معاد فہرستیں کر سکتے ہیں؟ یا وہ اسیں کی وجہت بھی کر سکتے ہیں؟ اگرچہ اسکے  
اور ہر ہونہ بھی کر سکتے ہیں تو اسکے درود و دعا اور ایسا کر کے کسی درستے کا مسئلہ نہ تصور ہے بلکہ اس  
کو سمجھنے کے لئے بخوبی دو گوشے عدالت ہو گردے جائیں گے تو یہ اس کی  
کامیابی کو دو گوشے پر بند کرنا کہا ایک لغوا درجہ حرکت نہیں ہے۔

فرماؤ۔ ملکی دیکھ کر کیا سبیل الدین کے مسئلے میں بحث و لفظ کا سہارا بینے والے  
ہے؟ مخفی ہم کا سافٹ ہے۔ یہ کہ تو اب یہ مدعیٰ گھسنے خالی پا سید رشید رضا، ہذا معرفت  
نے ہم کا سافٹ اور الگ کیا تباہت کرنے والے علماء کو بخوبی بخشش دیا کیا بخوبی اسکا  
تباہت کردہ ایک کر کے سمجھتے کی کہ سماں تبدیلیں پر برق را نہیں رہ سکتے تھے؟ تا قفق  
و چندر کی جگہ ہو گئی۔ یہ ہے بخوبیہ درود کے ایک عالم نامہ ہو لوی کا ذہنی افلان  
اور اس کی دعائی دعائی۔ دعا تھی ہے کہ اس پورے مصنفوں میں معرفت نے مغالطہ۔  
آرائیوں کا بھرپور مقابلہ رکھا ہے جو کسی مدارسی کا کھیل تماشہ مصلوم ہوتا ہے  
بقول افیال۔ سے

جب و اخطؤ کی دینے لرکا ہے یارب۔۔۔ ہذلول ہے اسے سایہ جہاں سے

### اللئے آنتیں لھکے پڑ گئیں

اس موقع پر ایک دوسرا کا جرت یہی ملاحظہ ہو۔ معرفت میں کو۔ جمپور۔ علیہ امت کا  
بڑا پاس دعائی معلوم ہوتا ہے اور وہ اسے فرقہ بھی افت کے خلاف ایک۔ وہ تھا  
کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہاں کار انہوں نے اسی بحث روپی سبیل الدین کے مسئلے  
میں بھکاری کیا ہے۔ تو کہا وہ یہی مسئلہ۔ میرودی کے کام اور اسے میں کی  
تفصیل کرنے کے لئے تیار ہیں؛ اور یہ کیسے ہے اس کا مسئلہ۔ حرف بھر بھر  
کے ملکا ہے ملک فوج اور احتفاظ اور یہیں کیوں کیتے ہوں۔ میں اسی کا مسئلہ۔

سرمن کے مکالمات میں بھی اسی ہے، تو یہ اب وہ فقہتے احسان میں اس سلسلہ  
بیرونی وہنس کا اسلام کر لے، اپنے منصب کی امانتوں و میں میں گی کیا وہ اس قسم کے  
عوامی اضدادی جلوات اپنے اندر رکھتے ہیں، اب مجھے یقین ہے کہ وہ اب ہرگز نہیں کر سکتے  
بیویو ایسا کرنے کے بعد وہ اسے کی چار دلیلی اتنے لئے ملائے کہ ہر جانے کو۔ اس سے  
معنوں ہوا کہ معلم صفات افڑہ بازی کر کے فتوح کا بازار رہے، فقہت رکھتا اور بات  
ہے اور حقیقتِ حق اور چیز، مگر عمر صدیق کے ایک مسودی کی ذہنیت ہی ہے کہ حق بات  
کو دہنے تھیک لئے لفاظی اور منظہ بازی کا لابو بھی سر بر دفت پیدا کرنا، سے جذے اسلام کے  
ستھول سے کوئی دریغہ نہ کیا جائے۔ خواہ، اس نے نہ تا بخوبی بھی کبوس نہ ہو جائیں۔  
ٹوپیا کو ایسے توکل علم کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں کہ جسی طرح بھی مل بندی، مل بہ اپنی گرفت  
کو مغضبوں لا سے مغضبو طرز رکھنے کی کوشش کی جائے۔

۲) جس کے بعد موبوی حضرات کے زندگی سے نہ رہا، وہ ملت کا آجیہ رہ  
گیا ہے کہ جو کوئی ان کی "خواہشات" ہاتھ کے ذائق افڑا تھا، کچھ خلاف لب کشاں کر کے  
تو وہ فوراً اس پر "کفر" کا کاد سمجھی، مگر اسی، کافتوں کی بندی پر، نہ رکیدیں گے۔ کیونکہ  
وہ تنگ نظر ہوتے ہیں کہ صدیق بازی میں عہدیں بھی آجستہ ہیں، وہ فتوںی بازی کی  
لئے کفر لئی مخالفت پر بے تحاش پایہ پڑتے ہیں۔ اس قسم کے دانقات کو دیکھو  
کروں کہیں کی ذہنیت، کی یادوارہ ہو جاتی ہے، جس سے بزرگوں مل کھوں پہنچاو۔  
صد اپنے کفر کا الراجح عائد کر کے اہمیں ناچر یا توزنہ جلا دیا یا سولی پر چڑھا دیا۔ دراس  
کر دو، اسکے ذائقے مدار، خود عنانی اور کیاران ذہنیت خدا، یعنی ہیں اور قعون پر مسلم  
اویسا کا بخصر پہ ساختہ یاد کرنا ہے۔

**حریم تیرا خود می خپیں کی صعاذا اللہ**      و دبارہ زندہ نہ کر کار و باریلات و ممات  
در حق کسی بھی میں اصل چیز دسیل و ہستہ لال اور اس کی قوت دیکھی جاتی ہے  
پھر اس کے بعد، مجھے کسی سیل کی نظر میں جاتی ہے، یہ نہیں کہ دلائل سے صرف نظر  
کر کے سب سے بھی بھروسے کے سلک کو جلت پالیا جائے، خواہ وہ سلک لکھا ہے

کو در کیوں نہ ہو، سیسا کہ مجھے صفات کی تصریحات کے مقابلے میں مذکورہ "الحلوی" درویش (۱۹۰۷) کے ارشے میں جہور کا سلک نہایت درج کر رکھا اور بودا ہے۔ ہمارا اس سلک کے منشوغ ہونے کے قابل ہیں۔ لہذا اگر اقام سطور نے اپنے کسی کتاب میں جہور کے سلک کو قابلِ جلت (محلقاً) قرار دیا ہے تو وہاں پر مذکورہ مالا تقریبات کا اضافہ کر لیا جائے۔

## فتاویٰ فہیریہ اور عربی مدارس

یہاں کہ پچھے صفات میں تصریح کی جا چکی ہے معتز علی نے اس موقع پر گمراہی کا ہو نیتوی، وہ کیا ہے وہ ان تمام متاخر فقہب اور مفسرین بنا پر بھی عائد ہوتا ہے جہنوں نے میں اللہ عزیز میں وسعت پیدا کرنے کو درست قرار دیا ہے۔ اس مفسرین کے اوپرین فتن علی العلامہ امام کاسانی حنفی (رمذان ۱۸۵۵ھ) ہیں اور ان کی روشنی کو علامہ ابن بیلم حنفی (۱۸۷۰ھ) علامہ بن عابدین شمسی حنفی (۱۸۵۲ھ) مفسر قرآن علامہ شہاب الدین دابی (۱۸۷۱ھ) حنفی (رمذان ۱۸۶۰ھ) اور مفسن محمد شیعیہ "دیزہ" نے درست اور معتبر قرار دیے۔ یہاں کہ اس پر تفصیلی بحث لگے صفات میں آرہی ہے؛ یہ مصائب فتاویٰ فہیریہ "ذوق الصنف فہیر الدین بحث اردی حنفی" (رمذان ۱۹۶۹ھ) نے فی سبیل انشہ کا مصداق طالبی ملکوں کی قرار دیا ہے۔ اور اسی اعتبار سے عربی مدرسوں کے طلبہ صدیوں سے وہ مدرسے کی روشنی ہے، جو کھاد ہے یہی دہ اسی تفہیر تعمیم کی برکت ہے جو صاحب فتنہ فہیریہ کا صدقہ ہے۔ اب اگر فی سبیل اسرار کی تعمیم و بعینی اس کی غومہست، یا اس کے مفہوم میں وسعت پیدا کرنا ضروری

سلسلہ:- و اخی رہے راجم سطور نے اپنی ایک کتاب "اسلامی شریعت، علم اور عقل کی میزان" میں بعض مسائل میں جہور کے سلک کو قابلِ جلت قرار دیا تھا تو معتز علی نے پڑھنے لے شد، میری اس عبارت کو میرے ہی خلاف بطور ایک تھیہ اور استعمال کر کے گویا ہے (ایم ۲۔ ج ۲۔ فتنہ فہیریہ کرنی چاہکے)۔

دگر ایک بہت سو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ذکورہ باطل مبتداً علیہ و معتبر ہتھ گراہ اور منالِ مُغْنیل ہے۔ اور اس کا دوسرالازمی و مستحق نتیجہ یہ ہوا کہ مطلب مرتباً درستون پر تاباً اذال و بایحافت نامہ ہے کہ یہ نات کلام الہی میں تحریف اور ضریح گھاہک ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہو گا کہ مرتباً مدرسون کے تمام سربراہ صنلالت و مگراہیں ہیں۔ بہت لازم ہے کہ یہ کوئی نہ وہ کلام الہی کے منشائی و مصداق کے خلاف عمل نہ رکھے ہیں۔

### پور دروازے سے داخل ہے :-

مگر اس سلسلے میں سب سے روی طبری اور حسنیہ و استحبانہ اور بکت بہ ہے کہ معترض خوار احمدت کے جس سلسلہ کو گھبھو کا سلسلہ ہے وہی نہیں۔ بلکہ افت کا مادا بھائی موقوفہ کی روٹ لگاتے ہوئے اس سے ایک اپنی براہ بیٹھنے (بیک) گھروں کی اور صنلالت قرار دے رہے تھے۔ بعد میں چل کر اس موقوفہ سے۔ (حدت) یہ صفات صاف، حدت کے بکھر پڑھنے پور دروازوں کے ذریعہ طالب علموں کو بھی فیکسیٹ اور بخوبی ختم، شروع، واقعہ یہ ہے کہ اس دوسرے معیار اور زبردستی دھانڈنی تھی۔ مذہل سین شہل سے ہے۔ اس کی تفصیل آگے آئی ہے۔

اس اعتبار سے یہ پورا مضمون کوئی ملکی و تحقیقی تواریخ کا نہیں۔ بلکہ سر اسرائیل خود مذہل دار نظر کا ہے اور اس تھہ تو سب کو کہیں۔ عالم انسانی غیر مذہل کی موقوفہ اور اس قدر پست ذہنیت کا مذہلہ بکھر اس کے داد داد۔ یہ کہ جس صنلالت دگر ایسی کا افراہ دہ دوسرا، پہ بہاؤ جو اور کا جیسا ہے۔ اور جیسا کہ مذہل دش کی غرض سے) عائد کر رہے ہیں۔ وہ خود انہیں پر بلطف، بکھر اسے کہیں۔ اور اسی احتیاط سے یہ پوری تحریر علمی دنیا کے لیے ایک سچوں موزع چیز رہے۔ زیادا اسے اسے مخلوقی صاحب ای اس قدر گھٹیا ذہنیت اور بستی پر بھی وہ سکتے ہیں۔

بہیں تفاوت رہا اور کہا اس۔ تناہیہ۔

### مخالفت کا مقدمہ وحید :-